44

# جلسہ سالانہ کے موقع پر پہلے سے کئی گنا زیادہ تعداد میں آؤ اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش کرو

## چندہ جلسہ سالانہ جلد سے جلد بھجوانے کی کوشش کرو تا کہ مہمانوں کے لیے خوراک اور رہائش کے انتظامات میں دِقّت نہ ہو

(فرمودہ 9 نومبر 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"کل شام کو میں جابہ سے واپس آیا تھا اور کل صبح پھر ایک شادی کی تقریب پر لاہور جانے کا ارادہ ہے۔ میرے بعد اگر میاں بشیر احمد صاحب جو میرے ساتھ نہ گئے تو وہ امیر مقامی ہوں گے اور اگر وہ میرے ساتھ گئے تو مولوی جلال الدین صاحب شمس امیر مقامی ہوں گے۔ چونکہ ہم پرسوں جابہ گئے تھے جہاں سے کل شام کو واپس آئے اور کل پھر لاہور جانا ہے اور درمیان میں کچھ پیٹ کی بھی خرابی رہی جو دس پندرہ روز سے چلی آ رہی ہے

جس کی وجہ سے مجھے ضُعف محسوس ہو رہا ہے اس لیے میں خطبہ مختصر ہی پڑھوں گا۔ بیماری کی وجہ سے چونکہ مجھے وقت کا پورا اندازہ نہیں ہوتا بعض دفعہ ابھی کافی وقت ہوتا ہے تو مجھے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اور بعض دفعہ تھوڑا وقت ہوتا ہے تو مجھے کافی معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے گو ابھی نومبر کا مہینہ چل رہا ہے اور دسمبر میں ہمارے جلسہ سالانہ کے دن ہوتے ہیں۔ لیکن میں ابھی سے جماعت میں جلسہ سالانہ کے متعلق تحریک کر دیتا ہوں۔

پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے چندہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں اُن کے ذمہ کافی بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آ رہا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقع ہے اور اجتماع کے موقع پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کیا کرتے ہیں۔ مثلاً شادیوں کے موقع پر اجتماع ہوتا ہے تو تمام رشتہ دار جاتے ہیں اور وہاں کچھ نہ کچھ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ موتوں کے موقع پر اجتماع ہوتا ہے تو تمام رشتہ دار جمع ہوتے ہیں اور کچھ نہ کچھ روپیہ دیتے ہیں۔ میلوں پر اجتماع ہوتا ہے جو بعض دفعہ کسی ذلیل سی چیز کو یاد رکھنے کے لیے ہوتا ہے تو اُس موقع پر بھی ہر گاؤں کا جو آدمی آتا ہے وہ آٹا یا کوئی اَور چیز اپنے ساتھ لاتا ہے اور میلہ کرانے والے فقیر کو دے دیتا ہے۔ وہ پہلے ذاتی ہوتا ہے جماعتی نہیں ہوتا۔ وہاں روٹی کسی کو نہیں ملتی مگر پھر بھی لوگ میلہ کرانے والے فقیر کی جھونپڑی کے سامنے آٹے اور دوسری اشیاء کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح بزرگوں کے عُرس ہوتے ہیں۔ عُرس بھی کوئی دین کی تبلیغ کا ذریعہ نہیں ہوتے بلکہ صرف پیر بھائیوں کے ملنے کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں۔ وہاں بھی لوگ بڑی قربانیاں کرتے ہیں اور ان پیروں کی کچھ نہ کچھ امداد کرتے ہیں جن کے وہ مُرید ہوتے ہیں۔ ہمارا جلسہ سالانہ تو عُرسوں کی طرح نہیں بلکہ وہ ایک اہم دینی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ پھر اس موقع پر آنے والے سب مردوں اور عورتوں کو کھانا دیا جاتا ہے اور سب کے لیے رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔

میں نے عرسوں میں جانے والوں سے پوچھا ہے وہ کہتے ہیں کہ عرسوں میں چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک ایک روٹی ملتی ہے۔ باقی جہاں کوئی چاہے گزارہ کرے بازار سے لے کر روٹی کھائے یا کسی اَور جگہ انتظام کرے لیکن یہاں تو باقاعدہ ہر شخص کو کھانا ملتا ہے اور ان کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے۔ عربوں میں تو نہ کھانے کا انتظام ہوتا ہے اور نہ رہائش کا انتظام ہوتا ہے لیکن پھر بھی لوگ وہاں پہنچتے ہیں اور جس قدر آمد ہوتی ہے وہ سب کی سب ایک ہی شخص کی جیب میں چلی جاتی ہے لیکن یہاں جو آمد ہوتی ہے وہ خود جماعت پر خرچ ہوتی ہے۔ اس لیے یہ چندہ کوئی ایسا بوجھ نہیں جسے خوشی سے برداشت نہ کیا جا سکتا ہو۔ یہاں نہ صرف ہر آنے والے مرد کو کھانا دیا جاتا ہے بلکہ اُس کی بیوی کو بھی کھانا دیا جاتا ہے، اُس کے بچوں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے۔ اس کے بھائی بندوں اور رشتہ داروں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے اور اُس کے ہم وطنوں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے۔ گویا سارے لوگ اِس چندہ سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور اگر کچھ رقم بچ جاتی ہے تو وہ تبلیغِ اسلام پر خرچ ہوتی ہے کسی فردِ واحد کی جیب میں نہیں جاتی۔

پس ہمارا جلسہ سالانہ تمام عرسوں، میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ جماعتوں کو چاہیے کہ وہ ابھی سے جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ہمارا لمبا تجربہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سالانہ سے پہلے چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو بعد میں نظارت بیت المال کے پیچھے پڑنے کی وجہ سے اور خط و کتابت کرنے پر آخر سال میں چندہ پورا کر دیتی ہیں اور بعض جماعتوں کے ذمہ دو دو سال کا بقایا چلا جاتا ہے حالانکہ انتظام پر تو بہرحال روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر آنے والوں کو کھانا دیا جاتا ہے، اُن کی رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے، روشنی کا انتظام کیا جاتا ہے، پانی کا انتظام کیا جاتا ہے، صفائی کا انتظام کیا جاتا ہے، جو ضروریاتِ زندگی انہیں گھر پر پوری کرنی ہوتی ہیں وہ سب یہاں پوری کی جاتی ہیں۔ اگر ہر احمدی یہ سمجھ کر کہ اگر وہ اپنے گھر پر رہتا تب بھی خرچ کرتا اِنہی تین دنوں کے کھانے وغیرہ کا خرچ دے دے تو جلسہ سالانہ کے اخراجات پورے ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف یہ مدنظر رکھ لے کہ اول تو وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے تین دن کے

کھانے کا خرچ جو اُس نے گھر میں نہیں کھایا دے دے اور پھر اتنے ہی وہ مہمان سمجھ لے جو اَب بجائے اُس کے گھر جانے کے تین چار دن کے لیے سلسلہ کے مہمان بن گئے ہیں اور ان کا بھی خرچ دے دے۔ مثلاً ایک گھر کے سات افراد ہیں اور وہ جلسہ سالانہ پر آتے ہیں تو وہ سات افراد کے کھانے کا خرچ الگ دے اور سات مہمانوں کا بھی دے اور سمجھ لے کہ وہ سات مہمان اُس کے گھر آئے ہیں۔ گویا وہ چودہ کَس کے لیے تین دن کا خرچ دے دے اور سمجھ لے کہ گھر کا خرچ بھی چل گیا اور مہمانوں کا خرچ بھی پورا ہو گیا۔

بعض دوست کہہ سکتے ہیں کہ یہاں آنے کے لیے جو سفر پر کرایہ خرچ ہوتا ہے وہ تو ایک زائد بوجھ ہوتا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے لیکن سارے سال میں کوئی نہ کوئی سیر بھی لوگ کیا ہی کرتے ہیں اِس کو بھی تم سیر ہی سمجھ لو۔ سیر میں بھی لوگ ریل یا موٹر میں بیٹھ کر سفر کرتے ہیں اور کرایہ پر کچھ نہ کچھ رقم خرچ آتی ہے اور یہاں بھی وہ ریل یا موٹر میں ہی بیٹھ کر آتے ہیں پھر یہ زائد بوجھ کیسے ہوا؟ پھر لوگ اپنے رشتہ داروں کو ملنے کے لیے جاتے ہیں اور یہاں بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر سب دوست آپس میں ملتے ہیں۔ پھر یہاں اتنے نکاح ہوتے ہیں کہ میرے خیال میں دوسری جگہوں پر سال بھر میں بھی اتنے نکاح نہیں ہوتے جتنے یہاں ایک دن میں جلسہ سالانہ کے موقع پر ہو جاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میری صحت اچھی تھی تو قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر میں مسجد مبارک میں دو دو سَو، اَڑھائی اڑھائی سَو بلکہ بعض دفعہ چار چار سَو نکاح پڑھا کرتا تھا۔ گویا دوستوں نے شادیوں اور بیاہوں پر اپنی اپنی جگہ جو خرچ کرنا ہوتا ہے وہ بھی یہاں آ کر اُڑ جاتا ہے۔ غرض سیر بھی ہو گئی، دوستوں سے بھی مل لیا اور شادیوں اور بیاہوں میں بھی حصہ لے لیا۔ پس اگر یہاں آنے میں کسی کا کچھ زیادہ بھی خرچ ہو جائے تو کیا ہوا اُس کے تین اَور کام بھی تو ہو گئے جو اُسے بہرحال کرنے پڑتے خواہ وہ جلسہ پر آتا یا نہ آتا۔ کیونکہ اگر کوئی شادی ہوتی ہے تو سارا خاندان مل کر منگنی یا نکاح کے لیے جاتا ہے اور وہ کام یہاں مفت ہو جاتا ہے۔ پھر شادیوں میں مہمان آتے ہیں تو اُن کو کھانا کھلانا پڑتا ہے لیکن یہاں خود شادی والے بھی لنگر میں کھانا کھاتے ہیں اور مہمان بھی لنگر میں کھانا کھاتے ہیں۔ غرض اگر ایک طرف خرچ بڑھتا ہے تو دوسری طرف تین چار اَور کام بھی

بغیر خرچ کے ہو جاتے ہیں۔ پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تا کہ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لیے پہلے سے انتظام کیا جا سکے۔

اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دے دینا چاہیے کیونکہ اگر اجناس وقت پر خریدی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے۔ اگر روپیہ پاس ہو اور مئی جون یا جولائی میں تمام اجناس خرید لی جائیں تو آدھے روپیہ میں کام بن جاتا ہے۔ اگر گندم وقت پر خرید لی جائے تو اس کی قیمت موجودہ قیمت سے قریباً آدھی ہوتی ہے۔ پھر اس وقت زمیندار کا حوصلہ بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اگر گندم بازار میں دس روپے فی من بکتی ہو تو وہ جلسہ سالانہ کے لیے آٹھ روپے فی من کے حساب سے دے دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یوں بھی اس نے کمیوں کو گندم دینی تھی۔ چلو سلسلہ کی بھی مدد کر دی تو کیا حرج ہے۔ آٹھ روپے ہم ان سے لے لیتے ہیں اور باقی روپیہ دو روپیہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اِسی طرح دالوں وغیرہ میں بھی بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ گندم کا نرخ پچھلے دنوں ربوہ میں سولہ سترہ روپے فی من ہو گیا تھا لیکن شروع میں آٹھ روپے فی من بھی مل جاتی تھی۔ گورنمنٹ کی طرف سے اگرچہ دس روپے فی من نرخ مقرر تھا لیکن زمیندار سلسلہ کی ضرورتوں کے لیے قربانی کر جاتا ہے وہ آٹھ روپے فی من کے حساب سے بھی دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ قانون اجازت دیتا ہو۔ دالوں پر بھی اگر وہ وقت پر نہ خریدی جائیں تو قریباً تین گُنا خرچ آ جاتا ہے۔ اِسی طرح دوسری ضروریات ہیں مثلاً لکڑی ہے۔ اگر وقت پر لکڑی لے لی جائے تو اس میں بھی بہت سا فرق پڑ جاتا ہے۔ کسیر مفت کی چیز ہے۔ جن دنوں بارش ہوتی ہے کسیر کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر اُن دنوں اِس کا انتظام کر لیا جائے یا چاول کے دنوں میں پرالی لے لی جائے تو یہ چیزیں مفت میں مل جاتی ہیں اور اگر کچھ خرچ آئے تو وہ نہایت معمولی ہوتا ہے۔ زمیندار سمجھتا ہے کہ ہم نے بھی تو کسیر جلانی ہی تھی۔ اگر ان کو دے دی تو کیا حرج ہے۔ صرف یہاں تک لانے میں گڈے کا خرچ پڑتا ہے ورنہ دوسرے دنوں میں کسیر اور پرالی کے جمع کرنے پر بھی بہت خرچ ہو جاتا ہے۔ غرض وقت پر روپیہ جمع ہو جائے تو کئی چیزیں مفت مل جاتی ہیں، بعض چیزیں نصف قیمت پر مل

جاتی ہیں اور بعض چیزیں نصف سے بھی کم قیمت پر مل جاتی ہیں اور اگر ہمارے جلسہ سالانہ کا خرچ ساٹھ پینسٹھ ہزار روپے ہو تو وقت پر چیزیں خریدنے کی وجہ سے یہ خرچ چالیس پینتالیس ہزار یا زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار روپے تک آ جاتا ہے۔

پھر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ باوجود اِس کے کہ ہم میں بہت سی کمزوریاں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں مخلص خادم عطا فرمائے ہیں جن کی محنت اور اخلاص کی وجہ سے ہمارے لنگر کا خرچ جلسہ سالانہ کے موقع پر اتنا کم ہوتا ہے کہ اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ باہر کھانے کا خرچ ایک روپیہ فی کس فی وقت پڑتا ہے لیکن ہمارے جلسہ پر کام کرنے والے جس محنت اور قربانی سے کام لیتے ہیں اور جس طرح مفت سلسلہ کی خدمات بجا لاتے ہیں جس طرح نان پُز اور باورچی بعض اوقات کم رقمیں لے کر کام کر دیتے ہیں اُس کی وجہ سے میں نے حساب لگایا ہے کہ ہمارا فی کس خرچ ایک آنہ پانچ پیسے یا ڈیڑھ آنہ پڑتا ہے۔ اگر ڈیڑھ آنہ بھی لگا لیا جائے تو تین دن کا کھانا ساڑھے چار آنہ میں پڑ جاتا ہے۔ گویا ایک روپیہ میں چار آدمیوں نے جلسہ گزار لیا۔ اگر جلسہ سالانہ پر ساٹھ ہزار روپیہ خرچ ہو تو اَڑھائی لاکھ آدمیوں کا گزارہ ہو گیا۔ باہر اتنے آدمی ہوں تو کم سے کم تین چار لاکھ روپیہ خرچ آئے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے اس اخلاص کو زیادہ سے زیادہ بڑھاتا چلا جائے کیونکہ جوں جوں جماعت بڑھے گی۔ جلسہ پر آنے والوں کی تعداد بھی بڑھتی جائے گی اب اگر جلسہ سالانہ کے موقع پر چالیس پچاس ہزار آدمی باہر سے آتا ہے تو چند ہی سال میں تم دیکھو گے کہ اِنْشَاءَ اللّٰہُ لاکھ، ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ، اڑھائی لاکھ، تین لاکھ، چار لاکھ، پانچ لاکھ، دس لاکھ، پندرہ لاکھ بلکہ بیس لاکھ بھی آئے گا۔ اور بیس لاکھ آدمی آئے اور اِس وقت جو جلسہ پر خرچ ہوتا ہے اِسی نسبت سے خرچ لگایا جائے تو پانچ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ اور اگر باہر والا خرچ لگایا جائے تو ایک کروڑ سے بھی زیادہ خرچ ہو گا۔ کیونکہ ہر مہمان نے چار دن کھانا کھانا ہے۔ تین دن بھی کھانا کھائے تب بھی چھ وقت کا کھانا دینا ہو گا۔ اور اگر ایک ایک روپیہ فی وقت بھی خرچ لگایا جائے تو تین دن کا خرچ چھ روپیہ فی کس بنتا ہے۔

اور اگر ایک لاکھ آدمی جلسہ پر آئے تو چھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ اگر ڈیڑھ لاکھ آدمی آئے تو نو لاکھ روپیہ خرچ ہوا لیکن موجودہ شرح کے لحاظ سے تو چھ لاکھ آدمی آئے تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں کام بن جائے گا، ایک لاکھ آدمی آئے تو ستّر اسّی ہزار روپیہ میں گزارہ ہو جائے گا۔ بہرحال جماعت کو چاہیے کہ وہ وقت پر چندہ دے تا کہ کارکن سہولت سے چیزیں خرید سکیں۔

دوسرے میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ ربوہ کے لوگ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ مکانات دیں۔ گو اَب مکانات خداتعالیٰ کے فضل سے کافی بن گئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جلسہ پر آنے والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ گو میں نے دیکھا ہے کہ کچھ مدت سے عورتوں میں یہ رَو چل رہی ہے کہ وہ الگ مکانوں کا مطالبہ نہیں کرتیں۔ پہلے انہی کی طرف سے اصرار ہوتا تھا کہ ہم کو مردوں کے ساتھ الگ مکان ملے۔ اب دو سال سے لجنہ اماء اللہ کی منتظمات سے پتا لگا ہے کہ عورتیں آ کر کہتی ہیں کہ ہم الگ مکانات میں نہیں رہیں گی۔ مرد ہمیں مکانوں میں بٹھا کر خود جلسہ پر چلے جاتے ہیں اور ہم جلسہ سننے سے محروم رہتی ہیں۔اس لیے ہم عورتوں میں ہی رہیں گی مردوں کے ساتھ نہیں رہیں گی۔ کیونکہ مردوں کے ساتھ رہنے کا فائدہ تو تب تھا کہ وہ ہمارے پاس رہتے لیکن وہ ہمیں مکانوں میں بٹھا کر اور باہر سے کُنڈا لگا کر چلے جاتے ہیں اور سارا دن جلسہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو مرد اُس وقت آتے ہیں جب واپس جانے کے لیے لاری تیار ہوتی ہے اس لیے ہم عورتوں میں ہی رہیں گی۔ اگر اَور کچھ نہیں تو بجائے اکیلے بیٹھنے کے دوسری عورتوں سے باتیں تو کریں گی۔ اِس طرح ہمارا دل بھی لگے گا اور اگر کوئی ضرورت ہوئی تو عورتوں کے ذریعہ پوری کر لیں گی۔ بہرحال قادیان کے خلاف میں نے یہاں یہ بات دیکھی ہے کہ عورتیں الگ مکانات میں رہنے کے لیے اصرار نہیں کرتیں۔ قادیان میں عورتوں کی طرف سے اصرار ہوتا تھا کہ انہیں مردوں کے ساتھ رہنے کے لیے الگ ٹھکانا مل جائے۔ لیکن یہاں اِس بات پر زور ہوتا ہے کہ ہمیں عورتوں کے ساتھ رہنے دیا جائے۔ لیکن پھر بھی چونکہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے اس لیے اس رَو کے باوجود ہمیں کافی مکانوں کی ضرورت ہو گی۔ پس ربوہ والوں کو چاہیے کہ وہ اپنے مکانات کے

زیادہ سے زیادہ حصے خالی کر کے جلسہ سالانہ کے کارکنوں کے سپرد کریں تاکہ وہ اُن لوگوں کے لیے انتظام کر سکیں جو الگ مکانات مانگتے ہیں۔ باقی ابھی تو ہمارے پاس عمارتیں کافی ہیں جن میں مہمانوں کا گزارہ ہو جاتا ہے۔ سلسلہ کے اپنے مکانات ہیں، سکول ہیں، کالج ہیں، پھر لنگرخانہ ہے، مساجد ہیں ان میں مردوں کا گزارہ ہو جاتا ہے۔ مستورات کے ٹھہرنے کے لیے لجنہ کا ہال ہے، اِسی طرح لڑکیوں کا سکول ہے، زنانہ کالج ہے، سرِ دست ان کا گزارہ وہاں ہو جاتا ہے لیکن جب آنے والوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو پھر ان عمارتوں میں تمام مہمان نہیں ٹھہرائے جا سکیں گے بلکہ ہمیں پختہ بیرکیں بنانی پڑیں گی۔اور ایک ایک اینٹ کی پختہ بیرکیں بنائی جائیں تو باربار اُن کی مرمت کا سوال نہیں ہوگا۔ حاجی جب جہازوں میں جاتے ہیں تو اُن کے لیے سات فٹ جگہ فی کس مقرر کی جاتی ہے۔ اگر ہمارے ہاں ایک لاکھ مہمان آئیں تو اُن کے لیے سات لاکھ فٹ جگہ کی ضرورت ہو گی۔ اگر عورتوں کو نکال لیا جائے تو پھر بھی پانچ لاکھ فٹ جگہ کی ہمیں ضرورت ہو گی اور پانچ لاکھ فٹ کے معنے یہ ہیں کہ دس ایکڑ زمین کی ہمیں بیرکوں کے لیے ضرورت ہو گی۔میں نے جب حج کیا اُس وقت میں نے دیکھا کہ وہاں رات کو گلیوں میں لوگ پڑے ہوتے تھے اور ساٹھ ساٹھ، سترّ سترّ آدمی گلی میں سو رہتے تھے، نیچے اپنی دوتہیاں بچھا لیتے تھے اور تکیہ کی بجائے کوئی سخت سی چیز سر کے نیچے رکھ لیتے تھے کیونکہ مکہ مکرمہ میں حج کے دنوں میں مکانات بہت کم ملتے ہیں۔مگر یہاں جلسہ پر آنے والوں میں سے ہر ایک کو رہنے کے لیے جگہ ملتی ہے۔ اگر زیادہ مہمان آنے شروع ہو گئے تو ممکن ہے کسی دن ہمیں جلسہ پر آنے والوں سے مکہ مکرمہ والوں کی طرح یہ امید بھی رکھنی پڑے کہ وہ جلسہ کے دنوں میں گلیوں میں بستر بچھا کر سو رہا کریں۔ لیکن اگر تنظیم قائم رہے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جب وہ دن آئے گا تو جماعت کے خزانہ میں روپیہ بھی زیادہ آ جائے گا اور پھر دس یا بیس ایکڑ میں عمارتیں بنانی جماعت کے لیے مشکل نہیں ہوں گی۔ ایک کنال زمین میں چھ ہزار پانچ سَو فٹ جگہ ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ایک ایکٹر میں باون ہزار فٹ جگہ ہوئی اور پانچ لاکھ فٹ کے لیے دس ایکڑ میں پختہ بیرکیں بنائی جائیں تو قریباً ایک لاکھ آدمی وہاں گزارہ کر سکے گا۔ لیکن جب جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد ایک لاکھ ہو جائے گی

تو خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت کا چندہ بھی پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہوگا بلکہ ایک کروڑ روپیہ سالانہ ہوگا اور اُس وقت دس ایکڑ زمین میں بیرکیں بنانی کوئی مشکل نہیں ہوں گی صرف بیرکوں کے لیے زمین تلاش کرنی پڑے گی۔ سو خداتعالیٰ کے فضل سے ابھی ربوہ میں تھوڑی بہت زمین باقی ہے۔ پھر کچھ زمین سلسلہ نے چِھنی میں بھی خریدی ہے اور کچھ زمین احمد نگر میں احمدیوں کو مل گئی ہے۔ ان سب زمینوں کو استعمال کیا جائے تو سَوا ایکڑ زمین بھی مل سکتی ہے اور سَوا ایکڑ زمین میں مکانات بن جائیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ دس لاکھ مہمانوں کی رہائش کا انتظام ہوسکتا ہے۔ بیشک اس پر چالیس پچاس لاکھ روپیہ لگ جائے گا لیکن اس کے لیے فکر کی ضرورت نہیں۔ اُس وقت جماعت بھی دس بیس لاکھ ہو جائے گی اور پھر اس کے لیے پچاس لاکھ روپیہ بلکہ ایک کروڑ روپیہ خرچ کرنا بھی مشکل نہیں ہوگا۔ بہرحال جب تک وہ دن نہ آئے اُس وقت تک ایک تو ربوہ والوں کو جلسہ کے لیے اپنے مکانات پیش کرنے چاہییں اور پھر انہیں اپنی خدمات بھی پیش کرنی چاہییں تاکہ جلسہ پر آنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

باہر کی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ جلد سے جلد چندہ جلسہ سالانہ بھجوائیں اور پھر ابھی سے جلسہ سالانہ پر آنے کی تیاری کریں اور اپنے غیراحمدی دوستوں کو جن کے متعلق ان کا خیال ہو کہ وہ فائدہ اُٹھائیں گے ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ جلسہ سالانہ پر آ جاتے ہیں اُن میں سے بہت کم لوگ بغیر اثر کے جاتے ہیں۔ اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں جو بیعت کر جاتے ہیں۔ اس لیے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر آپ لوگ انہیں اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ جلسہ سننے کا تو انہیں اُتنا شوق نہیں ہوتا جتنا احمدیوں کو ہوتا ہے لیکن میلہ دیکھنے کا انہیں ضرور شوق ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں کہیں چلو میلہ ہی دیکھ آؤ۔ اور اگر وہ میلہ کے نام پر ہی یہاں آ جائیں اور یہاں آ کر اُن کا خدا اور اُس کے رسول سے میل ہو جائے تو اس میں تمہارا کیا حرج ہے۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب احمدی جلسہ سے واپس جاتے ہیں اور وہ اپنی مجالس میں ذکر کرتے ہیں کہ وہاں اس دفعہ یہ یہ دین کی باتیں ہوئیں تو غیراحمدیوں میں بھی چونکہ ایمان ہوتا ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اگلے سال ہم بھی چلیں گے لیکن سال کے آخر تک ان کا وہ جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

اس لیے سب دوست ابھی سے ایسے دوستوں کو کہنا شروع کر دیں کہ اس سال جلسہ کے موقع پر ربوہ چلیں۔ وہاں جا کر کچھ خدا کی باتیں سن لینا۔ اور اگر تقریریں نہ سُنی ہوں تو میلہ ہی دیکھ لینا۔ پس چاہے وہ کس ذریعہ سے آئیں انہیں یہاں لانے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے 1

یعنی شعروشاعری سے ہمارا کوئی تعلق نہیں لیکن بعض لوگ چونکہ شعر کے شوقین ہوتے ہیں اس لیے اگر وہ دین کی باتیں شعروں میں سن لیں تو ہمارا کیا حرج ہے۔ اِسی طرح اگر بعض غیراحمدی دوست یہاں میلہ دیکھنے کے لیے ہی آ جائیں لیکن یہاں آ کر اُن کا خدا اور اُس کے رسول سے میل ہو جائے تو اس میں ہمارا کیا حرج ہے۔ پس آپ لوگ ابھی سے اپنے غیراحمدی دوستوں میں تحریک کریں کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر یہاں آئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ آپ نے ایک موقع پر ایک بڑی دردناک بات کہی۔ فرمایا کہ دوست جلسہ پر ضرور آئیں۔ پتا نہیں انہیں اگلے سال کے بعد مجھے دیکھنا نصیب ہو یا نہیں۔ وہ یہاں آئیں گے تو کم از کم مجھے تو دیکھ لیں گے۔ ہماری جماعت میں کئی لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر اِس فقرہ سے ایسی چوٹ لگی کہ انہوں نے اُس وقت سے مرکز میں آنا شروع کیا اور اب تک جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال مرکز میں آ رہے ہیں۔ 1891ء میں پہلا سالانہ جلسہ ہوا تھا اور اب 1956ء آ گیا ہے۔ گویا چونسٹھ سال ہو گئے مگر بعض لوگ ایسے ہیں جو چونسٹھ سال سے متواتر ہر سال جلسہ سالانہ دیکھتے چلے آئے ہیں۔

مثلاً کل ہی میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے فوت ہوئے ہیں انہوں نے 1895ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جس پر اب اکسٹھ سال گزر چکے ہیں۔ گویا 1895ء کے بعد انہوں نے اکسٹھ جلسے دیکھے۔ ان کے ایک لڑکے نے بتایا کہ والد صاحب کہا کرتے تھے کہ میں نے جس وقت بیعت کی اُس کے

قریب زمانہ میں ہی میں نے ایک خواب دیکھا جس میں مجھے اپنی عمر پینتالیس سال بتائی گئی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو پڑا اور میں نے کہا حضور! بیعت کے بعد تو میرا خیال تھا کہ حضور کے الہاموں اور پیشگوئیوں کے مطابق احمدیت کو جو ترقیات نصیب ہونے والی ہیں اُنہیں دیکھوں گا مگر مجھے تو خواب آئی ہے کہ میری عمر صرف پینتالیس سال ہے۔ اِس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں۔ شاید وہ پینتالیس کو نوّے کر دے۔ چنانچہ کل جو وہ فوت ہوئے تو اُن کی عمر پورے نوّے سال کی تھی۔ اِس طرح احمدیت کو جو ترقیات ملیں وہ بھی انہوں نے دیکھیں اور اکٹھ جلسے بھی دیکھے۔ ان کے چار بچے ہیں جو دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک قادیان میں درویش ہو کر بیٹھا ہے، ایک افریقہ میں مبلغ ہے، ایک یہاں مبلغ کا کام کرتا ہے اور چوتھا لڑکا مبلغ تو نہیں مگر وہ اب ربوہ آ گیا ہے اور یہیں کام کرتا ہے۔ پہلے قادیان میں کام کرتا تھا۔ لیکن اگر کوئی شخص مرکز میں رہے اور اس کی ترقی کا موجب ہو تو وہ بھی ایک رنگ میں خدمتِ دین ہی کرتا ہے۔ پھر ان کی ایک بیٹی بھی ایک واقفِ زندگی کو بیاہی ہوئی ہے باقی بیٹیوں کا مجھے علم نہیں۔ بہر حال انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک خدا تعالیٰ کا نشان دیکھا۔ جب پینتالیس سال کے بعد چھیالیسواں سال گزرا ہو گا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے خدا تعالیٰ کا ایک نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے تو پینتالیس کی عمر میں مر جانا تھا مگر اب ایک سال جو بڑھا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھا ہے۔ جب چھیالیسویں کے بعد سینتالیسواں سال گزرا ہو گا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے خدا تعالیٰ کا ایک اَور نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے تو پینتالیس سال کی عمر میں مر جانا تھا مگر اب دو سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھے ہیں۔ جب سینتالیسویں سال کے بعد اڑتالیسواں سال گزرا ہو گا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے خدا تعالیٰ کا ایک اَور نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے تو پینتالیس سال کی عمر میں مر جانا تھا اب تین سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھے ہیں۔ جب اڑتالیسویں سال کے بعد اُنچاسواں سال گزرا ہو گا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے خدا تعالیٰ کا

ایک اَور نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے تو پینتالیس سال کی عمر میں مر جانا تھا مگر اب چار سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھے ہیں اور جب اُنچاسویں سال کے بعد پچاسواں سال گزرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے تو پینتالیس سال کی عمر میں مر جانا تھا اب یہ پچاسواں سال گزر گیا ہے تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق گزرا ہے۔ گویا وہ پینتالیس سال تک برابر ہر سال یہ کہتے ہوں گے کہ میں نے خداتعالیٰ کا نشان دیکھ لیا اور ہر سال جلسہ سالانہ پر ہزاروں ہزار احمدیوں کو آتا دیکھ کر اُن کا ایمان بڑھتا ہوگا۔ پس جلسہ سالانہ کو بڑی عظمت حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے کہ

> ''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لیے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔2

پس اِس جلسہ میں شمولیت بڑے ثواب کا موجب ہے اور مومن تو چھوٹے سے چھوٹے ثواب کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دیکھو یہاں جلسہ سالانہ پر آؤ گے تو ایک تو دین کی باتیں سن لو گے۔ دوسرے اپنے کئی احمدی بھائیوں سے مل لو گے۔ یہ خداتعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ آنے کی وجہ سے دوستوں کے کئی قسم کے کام ہو جاتے ہیں۔ پس انہیں چاہیے کہ وہ ابھی سے جلسہ سالانہ پر آنے کی تیاری شروع کریں۔ یعنی خود بھی تیاری شروع کر دیں اور جن غیراحمدی دوستوں کو وہ اپنے ساتھ لا سکتے ہوں؟ انہیں بھی ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں۔ اگر تحریک کرنے پر کوئی کہے کہ میں تو احمدی نہیں تو اُسے کہو کہ اگر جلسہ نہیں سنو گے تو میلہ ہی دیکھ لینا۔ اگر تم انہیں میلہ دیکھنے کے لیے ہی لے آؤ اور یہاں آ کر ان کا خدا اور اس کے رسول سے میل ہو جائے تو تمہیں کیسا مزا آئے۔

حافظ روشن علی صاحب مرحوم سنایا کرتے تھے کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ایک دفعہ

میں نے مسجد مبارک کے سامنے والے چوک میں دیکھا کہ ایک گروہ لوگوں کا لنگر خانہ کی طرف سے آ رہا تھا اور ایک گروہ ہائی اسکول کی طرف سے آ رہا تھا۔ جب دونوں گروہ چوک میں پہنچے تو ایک دوسرے کو دیکھ کر ذرا رُک گئے اور کچھ دیر رُکنے کے بعد ایک طرف کے لوگ آگے بڑھے اور دوسرے گروہ کے آدمیوں سے بغلگیر ہو گئے اور پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ نظارہ دیکھ کر تعجب ہوا اور میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ اِس پر ایک فریق نے بتایا کہ ہم ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے گاؤں میں پہلے احمدی ہوئے تھے اور ہم لوگ پیچھے احمدی ہوئے۔ جب یہ لوگ احمدی ہوئے تو ہم لوگ طاقتور تھے۔ ہم نے ان کی سخت مخالفت کی اور انہیں اپنے گاؤں سے نکال دیا۔ اِس پر یہ کسی اَور جگہ چلے گئے۔ اب پندرہ بیس سال کے بعد یہ ہمیں اِس جگہ ملے ہیں جبکہ ہم بھی احمدی ہو گئے ہیں۔ اس لیے انہیں دیکھ کر ہمیں رونا آ گیا کہ ہم نے تو انہیں اپنے گھروں سے نکالا تھا لیکن اب ہم بھی احمدی ہو گئے ہیں اور اِس جگہ سے فیض لینے آئے ہیں جہاں سے انہوں نے فیض حاصل کیا تھا۔

اب دیکھو انہوں نے دس پندرہ سال سے اپنے ان رشتہ داروں کو نہیں دیکھا تھا لیکن قادیان میں ان کا ملاپ ہو گیا۔ اِسی طرح اگر تم اپنے غیر احمدی دوستوں کو اپنے ساتھ لاؤ گے تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں بھی محبت پیدا کر دے اور ان کا بُغض جاتا رہے۔ دلوں میں محبت پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے اور جب وہ کسی کے دل میں محبت پیدا کرتا ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب غزوہ حنین کے لیے تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ مکہ کے نَومسلم بھی شامل ہو گئے تا کہ وہ جنگ کے میدان میں اپنے جوہر دکھائیں اور عربوں پر اپنا رُعب بٹھائیں۔ اُنہی میں شیبہ نامی ایک شخص بھی تھا۔ وہ کہتا ہے میں بھی اس لڑائی میں شامل ہوا مگر میری نیت یہ تھی کہ جس وقت لشکر آپس میں ملیں گے تو میں موقع پا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کر دوں گا۔ جب لڑائی تیز ہو گئی اور اِدھر کے آدمی اُدھر کے آدمیوں میں مل گئے تو میں نے تلوار کھینچی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قریب ہونا شروع ہوا۔ اُس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اور آپ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ اُٹھ رہا ہے جو قریب ہے کہ مجھے بھسم کر دے۔ اس کے بعد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سنائی دی کہ شیبہ! میرے قریب ہو جاؤ۔ میں جب آپ کے قریب گیا تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے خدا! شیبہ کو شیطانی خیالوں سے نجات دے۔ شیبہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پھیرنے کے ساتھ ہی میرے دل سے تمام دشمنیاں اور عداوتیں اُڑ گئیں اور آپؐ کی محبت میرے جسم کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر گئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا شیبہ! آگے بڑھو اور لڑو۔ تب میں آگے بڑھا اور اُس وقت میرے دل میں سوائے اِس کے اَور کوئی خواہش نہیں تھی کہ میں اپنی جان قربان کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بچاؤں۔ اگر اُس وقت میرا باپ بھی زندہ ہوتا اور میرے سامنے آ جاتا تو خدا کی قسم! میں اپنی تلوار سے اُس کا سر کاٹنے میں ذرا بھی دریغ نہ کرتا۔3

اِس قسم کے نظارے مرکز میں آنے پر ہی نظر آ سکتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے۔ بعض لوگوں میں بڑی بڑی دشمنیاں تھیں مگر وہ یہاں آئے تو اُن کے دلوں سے پرانے بُغض نکل گئے اور اپنے بھائیوں کی محبت اُن کے دلوں میں پیدا ہو گئی۔ پس آپ لوگ جلسہ سالانہ پر آنے کی کوشش کریں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ بہت سے لوگ جو یہاں آتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہو کر جاتے ہیں۔ پس آپ لوگوں کو کثرت کے ساتھ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو تحریک کرنی چاہیے اور انہیں یہاں لانا چاہیے۔ ممکن ہے خدا تعالیٰ نے یہی موقع اُن کی ہدایت کے لیے رکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ ممکن ہے جس کو وہ آپ باوجود کوشش کے احمدی نہیں بنا سکے تھے وہ یہاں آ کر احمدی ہو جائے۔

مجھے ایک احمدی نوجوان نے ایک واقعہ سنایا کہ میں اپنے ایک دوست کو جلسہ پر لایا۔ وہ پہلے بہت مخالفت کیا کرتا تھا۔ وہ یہاں آیا، اُس نے جلسہ سنا اور واپس چلا گیا مگر اس نے بیعت نہیں کی۔ اگلے سال پھر جلسہ سالانہ آیا تو میں نے کہا اِس دفعہ بھی جلسہ پر چلو

کرایہ میں دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا میں تو اپنے کرایہ پر جاؤں گا۔ وہاں تو خداتعالیٰ کی باتیں ہوتی ہیں۔ ان کے سننے کے لیے میں تمہارے کرایہ پر نہیں بلکہ اپنے کرایہ پر جاؤں گا۔ غرض اللہ تعالیٰ اِس طرح دلوں کو ٹھیک کر دیا کرتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے بعض لوگ پانچ پانچ سال تک جلسہ پر آتے رہے لیکن انہوں نے بیعت نہ کی۔ بعد میں آئے تو بیعت کر لی۔ اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے پہلے سال ہی بیعت کر لی۔ مجھے یاد ہے منصوری کے ایک دوست سید عبد الوحید صاحب بیعت کے لیے آئے۔ ان کے بھائی سید عبد المجید صاحب پہلے سے احمدی تھے۔ سید عبدالوحید صاحب کا لڑکا فضل الرحمان فیضی بڑا مخلص احمدی ہے اور سندھ میں رہتا ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد پہلے جلسہ سالانہ پر آئے تھے۔ بیعت کے لیے انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور رونے لگ گئے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو ان کے بھائی نے بتایا کہ یہ بڑے سخت مخالف تھے اور میرے ساتھ احمدیت کی وجہ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد ان میں ایسا تغیر پیدا ہوا کہ یہ احمدیت کی طرف مائل ہو گئے اور اب بیعت کر رہے ہیں۔ اِس تغیر کی وجہ یہ ہوئی کہ کوئی مولوی صاحب تھے جن کی یہ بہت مدد کیا کرتے تھے اور اُن پر بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ یہ فتوٰی دیا کہ سپرٹ جو جلانے کے کام آتی ہے یہ بھی شراب ہے اور اس کا بیچنا کفر ہے۔ بعد میں ایک مقدمہ میں وہی مولوی صاحب بطور گواہ پیش ہوئے تو انہوں نے کہا سپرٹ تو جلانے کے کام آتی ہے اس کا شراب سے کیا تعلق ہے۔ اس سے یہ بدظن ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ مولوی لوگ پیسے لے کر بدل جاتے ہیں۔ غرض وہ یہاں آئے اور احمدی ہو گئے۔ پھر جب تک زندہ رہے احمدیت میں بڑے اخلاص سے زندگی گزاری۔ اب ان کی اولاد بھی بڑی مخلص ہے۔

پس آپ لوگوں کو یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دوستوں کو اِس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ پہلے سے کئی گنا زیادہ تعداد میں جلسہ پر آئیں اور پہلے سے کئی گُنا زیادہ اخلاص لے کر جائیں۔ اور پھر وہ خود بھی اور اُن کی بیویاں بھی اور اُن کے بچے بھی ایسا ایمان اپنے اندر پیدا کریں جو

پہاڑ سے بھی زیادہ بلند ہو اور دنیا کی کوئی محبت اور تعلق اِس محبت اور تعلق کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے جو انہیں سلسلہ اور اسلام سے ہو۔ اٰمِیْن''۔ (الفضل 18 نومبر 1956ء)

---

1 : درثمین اردو صفحہ 88

2 : مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 341 اشتہار 7 دسمبر 1892ء

3 : السیرة الحلبیة جلد 3 صفحہ 127، 128 مطبوعہ مصر 1935ء